اقبال اور صلاح الدین سلجوقی

ڈاکٹر عبدالرؤف رفیقی

افغانستان کے اُمور سے دلچسپی اور افغانوں کی قومی صفات سے عقیدت کا اظہار علامہ کے کلام اور گفتگوؤں میں نمایاں ہے۔ سفر افغانستان اسی سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ صلاح الدین سلجوقی ان شخصیات میں سے ہیں جنھیں افغانستان کے سیاسی و علمی حلقوں میں ایک اہم مقام حاصل تھا۔ وہ افغانستان کے اہم سرکاری مناصب پر فائز رہے اور متعدد علمی تصنیفات یادگار چھوڑیں۔ علامہ اقبال کے ساتھ ان کا گہرا تعلق رہا۔ سفر افغانستان کے سلسلے میں افغان قونصل خانے کا ذکر ہے، اس کے کونسلر صلاح الدین سلجوقی تھے۔ بمبئی میں جب بھی علامہ کا جانا ہوتا انھی کے ہاں قیام رہتا۔ یہ فکر اقبال کے ساتھ ان کی عقیدت کے بیّن اور بے تکلف اظہار کا غماز ہے۔

صلاح الدین سلجوقی ۱۸۹۶ میں ہرات کے گازرگاہ میں پیدا ہوئے۔ یہ وہی گازرگاہ ہے جہاں پیر ہرات حضرت خواجہ عبداللہ انصاری محوخواب ابدی ہیں۔[۱] آپ کے والد سراج الدین مفتی سلجوقی ہروی کا شمار ہرات کے زعما میں ہوتا ہے۔[۲] وہ فارسی کے زبردست شاعر اور مکتبِ شیرازی کے مشہور پیرو تھے۔[۳] صلاح الدین سلجوقی نے عربی و فارسی کی ابتدائی کتب اپنے والد محترم سے پڑھیں۔ تحصیلِ علم کے بعد مختلف عہدوں پر فائز رہے۔ ۱۹۱۴ء میں محکمہ شرعیہ ہرات میں مفتی (نائب قاضی) مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۰ء میں مکتب حبیبیہ کابل میں دینیات کے معلم مقرر ہوئے۔[۴] جب کہ بقول نعمت حسین آپ اس دوران مکتب حبیبیہ میں استاد ادبیات فارسی و عربی مقرر ہوئے۔[۵] ۱۹۲۱ء میں مدیر معارف اور مدیر جریدہ، فریاد ہرات مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۳ء میں وزارت معارف میں دارالتالیف کے مصحح مقرر ہوئے۔ ۱۹۲۵ء میں کابل میں مکتب استقلال اور مکتب دارالمعلمین میں ادبیات کے استاد بنے۔ ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۸ء شاہی دارالتحریر کے شعبہ سوم میں سرکاتب مقرر ہوئے۔[۶] ۱۹۳۰ء میں افغانستان کے کونسل کی حیثیت سے بمبئی میں خدمات انجام دیتے رہے۔ ۱۹۳۳ء کو افغان قونصل خانہ دہلی کے کونسلر جنرل مقرر ہوئے۔ ۱۹۳۹ء میں جب افغانستان میں پہلی بار مطبوعات کا مستقل شعبہ وجود میں آیا تو صلاح الدین سلجوقی اس کے پہلے رئیس بنائے گئے۔ آپ کے اس شاندار دور

میں آپ کے درج ذیل کارہائے نمایاں افغانستان کی تاریخ میں یاد رکھے جائیں گے: آریانا دائرۃ المعارف کی رئیسی کا آغاز ہوا۔ ۱۹۴۱ء میں ریڈیو افغانستان کی نشریات کا افتتاح ہوا، ہفت روزہ انیس نے روزنامہ کی حیثیت اختیار کی۔ کابل میں کتب خانہ عمومی وجود میں آیا۔ مختلف صوبوں فاریاب، پکتیا، بدخشاں، سیستان (فراہ) اور دیگر صوبوں میں اخبارات اور مطبوعات کا اجرا ہوا۔ ۱۹۴۸ء میں پاکستان میں افغان سفارتخانے سے منسلک رہے۔ ۱۹۴۹ء میں اہلِ ہرات کی جانب سے افغانستان کے شورائی دورۂ ہفتم کے لیے وکیل منتخب ہوئے۔ ۱۹۵۳ء میں دوسری مرتبہ مطبوعات کے مستقل رئیس منتخب ہوئے۔

۱۹۵۴ء میں قاہرہ میں جمال عبدالناصر کے دورِ حکومت میں افغانستان کے سفیر مقرر ہوئے۔ اس دوران سوڈان، لبنان اور یونان میں بھی افغانستان کے سفیر کی حیثیت سے خدمات انجام دیتے رہے۔ یہ سلسلہ ۱۹۶۲ء کے اواخر تک جاری رہا۔ بعد ازاں مستعفی ہو کر عازمِ وطن ہوئے۔[۷]

سرکاری عہدوں سے سبکدوشی کے بعد تصنیف و تالیف اور مطالعے میں مصروف رہے۔ کابل کے دارالامان میں ۶ رجون ۱۹۷۰ء ہفتے کی شب حرکت قلب بند ہونے کے سبب خالق حقیقی سے جا ملے اور کابل کے شہدائے صالحین کے قبرستان میں دفن کیے گئے۔[۸]

علامہ سلجوقی فارسی کے علاوہ عربی و انگریزی زبانوں سے بھی استفادہ کر سکتے تھے۔ علامہ سلجوقی کی تالیفات و تصانیف حسب ذیل ہیں۔

۱- تاریخ فتوحات اسلامیہ

سید حسن بن سید زین دحلانی کا یہ عربی اثر استاد صلاح الدین سلجوقی، حاجی عبدالباقی، میر غلام حیدر، ملا تاج محمد اور چند دیگر زعما نے مشترکہ طور پر ترجمہ کیا جو عبدالرحیم خان نائب سالار کی زیرِ نگرانی ملا فخر الدین سلجوقی کے اہتمام سے مطبع فخریہ سے ۵۴۰ صفحات میں شائع ہوا۔

۲- مقدمہ علم اخلاق جلد اوّل

استاد سلجوقی کا ۴۰۲ صفحات پر مشتمل تالیف و ترجمہ ۱۹۵۲ء میں کابل کے مطبع عمومی سے شائع ہوا۔ اس کتاب کی جلد دوم بھی اسی سال ۳۵۲ صفحات پر شائع ہوئی۔

۳- علم اخلاق (نیکو ماکوسی)

علم اخلاق سے متعلق یونانی فلسفی ارسطو کا یہ اثر صلاح الدین سلجوقی نے فارسی میں ترجمہ کیا۔ ۳۳۰ صفحات پر مشتمل یہ ترجمہ ۱۹۹۲ء میں منظرِ عام پر آیا۔

۴- تہذیب اخلاق

ابنِ مسکویہ کا یہ اثر بھی استاد سلجوقی نے ترجمہ کیا۔ اور موسسہ نشراتی اصلاح کی جانب سے ۱۹۰۰ء میں ۸۶ صفحات پر مشتمل شائع ہوا۔

۵- افکارِ شاعر

فارسی ادبیات کے کلاسیک شعرا کے آثار و افکار سے متعلق استاد سلجوقی کا یہ اثر ''اصلاح'' اخبار کے ادارے کی جانب سے پہلی بار ۱۹۴۷ء اور بعد ازاں ۱۹۵۵ء میں کابل کے مطبع عمومی کی جانب سے شائع ہوا۔ تعداد صفحات ۳۷ ہے۔

۶- جبیره

استاد سلجوقی کا یہ اثر کابل کی وزارت مطبوعات کے شعبۂ نشریات کی جانب سے ۳۲۴ صفحات میں شائع ہوا۔

۷- نگاہی به زیباہی

سلجوقی کی تالیف و ترجمے پر مشتمل یہ کتاب بھی کابل سے ۱۹۶۳ء میں ۱۷۳ صفحات کی ضخامت میں شائع ہوئی۔

۸- محمد در شیر خوارگی و فردسائی یا سرگذشت یتیم جاوید:

مصر کے محمد شوکت التوی کے عربی اثر کا فارسی ترجمہ۔ ۱۹۶۳ء میں شائع ہوا۔

۹- نقد بیدل

بیدل شناسی کے حوالے سے استاد سلجوقی کا یہ گراں بہا علمی اثر ۵۷۰ صفحات پر کابل سے ۱۹۶۴ء میں شائع ہوا۔

۱۰- تجلی خدا در آفاق وا نفس

دینی و عرفانی مسائل پر مشتمل استاد سلجوقی کا ۳۲۳ صفحات کا یہ اثر ۱۹۶۵ء میں کابل کے دولتی مطبع سے شائع ہوا۔ اس کتاب میں مختلف موضوعات پر بحث کی گئی ہے۔ مثلاً فکرت خدا جوئی، عقیدہ بوجود خدا، علم و معرفت خدا، فکرت خدای دینی قدیم و جدید، دین و تصوف و فلسفہ، الحاد و اقسام آن، تجلی خدا در آفاق، تجلی خدا در نفس وغیرہ۔

۱۱- اضواء علی میا دین الفلسفه و العلم واللغه و فن الادب

استاد سلجوقی کا یہ عربی اثر ۱۳۸۱ھ میں مصر سے شائع ہوا۔

۱۲- اثرالاسلام فی العلوم و الفنون (عربی)

استاد سلجوقی کی یہ کتاب ۱۳۷۵ھ میں مصر سے شائع ہوئی۔

۱۳- تقویم الانسان

استاد سلجوقی کا یہ اثر ان کی وفات کے بعد ۱۹۷۳ء میں کابل سے ۳۴۴ صفحات پر شائع ہوا۔

۱۴- اخلاق

غازی امان اللہ خان کے دورِ حکومت میں رشدیہ کلاسز کے لیے مرتب کی گئی درسی کتاب۔

۱۵- ادبیات

درسی کتاب معارف کے طالب علموں کے لیے غازی امان اللہ خان کے دور میں شائع ہوئی۔

۱۶- ثروت

یہ بھی امانی دور کی درسی کتاب ہے۔

۱۷- قواعد عربیہ (تدریس)

استاد صلاح الدین سلجوقی قاری عبداللہ اور ہاشم شائق کی مشترکہ کاوش۔

۱۸- آئینہ تجلی (رسالہ منظوم)

استاد سلجوقی اور مایل ہروی کی مشترکہ تالیف۔ شائع شدہ ۱۹۶۵ء۔ اس رسالے میں بعض امور سے متعلق مائل ہروی کے منظوم سوالات اور سلجوقی کے منظوم جوابات شامل ہیں۔[۹]

جناب خلیل اللہ خلیلی نے آثار ہرات میں استاد صلاح الدین سلجوقی کی بہت تحسین کی ہے۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب استاد سلجوقی بمبئی میں افغانستان کے کونسلر تھے۔ ایک معاصر نقاد، ادیب اور شاعر سے اتنا زبردست اعتراف استاد سلجوقی کے حصے میں آنا معمولی بات نہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

شاعر زبردستی کہ با یک روح شجاع و یک خامہ مقتدر در زمیہ نظم و نثر علم تصرف برافراشتہ بعبارت دیگر فرزند باہوشی کہ بہ مزایای علم و فضل و بازدی یک فطرت زندہ بیدار نام تاریخی در ادبیات ہرات گذاشتہ آقای سلجوقی است۔[۱۰]

صلاح الدین سلجوقی اور علامہ اقبال کے درمیان باقاعدہ مراسم کے آغاز سے متعلق ڈاکٹر عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں:

مولوی محمد علی قصوری بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے ۱۹۰۹ء سے لے کر ۱۹۱۱ء تک گورنمنٹ کالج، لاہور علامہ اقبال سے پڑھا تھا جب وہ فلسفے کے پروفیسر تھے۔ انھوں نے کئی انگریزی نظمیں بھی علامہ اقبال سے پڑھی تھیں ان کا بیان ہے کہ علامہ اقبال دوران لیکچر اکثر مطالب سمجھانے کے لیے فارسی اشعار بطور مثال پیش کر کے انگریزی شعروں کا مفہوم واضح کیا کرتے تھے۔ انھوں نے بیان کیا تھا کہ ہم نے ملٹن کی نظم Paradise Lost اور ورڈز ورتھ کی نظم Ode to Immortality علامہ ہی سے پڑھی تھی۔ آپ نے ان کو

اس خوش اسلوبی سے سمجھایا کہ آج تک یاد ہے۔ میں نے اپنی یادداشتوں کو ایک مرتبہ علامہ صلاح الدین سلجوقی افغان کے سامنے بیان کیا جوان دنوں بمبئ میں افغان گورنمنٹ کے کونسلر تھے۔ تو ان کو بھی علامہ سے ملنے کا شوق پیدا ہوا۔ علامہ صلاح الدین سلجوقی مرحوم اسلامی رنگ کے خاص شان کے مالک تھے[11]

مولانا محمد علی قصوری ایم اے اقبال کے مشہور معاصر تھے۔ ان دنوں بمبئ میں کاروبار کرتے تھے۔ وہاں افغان کونسل خانے میں علامہ اقبال اور علامہ سلجوقی کی محفلوں کے حوالے سے روایت کرتے ہیں:

جب میں نے بمبئ میں کاروبار شروع کیا تو افغانستان کی طرف سے علامہ صلاح الدین سلجوقی بمبئ میں کونسلر افغانستان مقرر ہوئے۔ علامہ موصوف بعد میں کونسلر جنرل ہو گئے تھے۔ پاکستان بن جانے کے بعد سفیر مختار افغانستان کے مشیرِ خصوصی بن کر آئے تھے۔ آج کل کابل میں ہیں اور افغان پارلیمنٹ کے ممبر ہیں۔ انھیں ڈاکٹر اقبال سے بڑی محبت تھی۔ ڈاکٹر صاحب ولایت جاتے ہوئے اور واپس آتے ہوئے انھی کے پاس ٹھہرا کرتے تھے۔ میرے بھی علامہ کے ساتھ دوستانہ تعلقات تھے۔ ڈاکٹر صاحب ان کے پاس ٹھہرتے تو مجھے ضرور بلایا جاتا۔ میں نے بھی ان کے اعزاز میں ایک پارٹی دی تھی۔[12]

مولوی محمد علی قصوری علامہ سلجوقی اور علامہ اقبال کی ملاقاتوں میں مترجم کا کام بھی سرانجام دیتے تھے۔ اس سلسلے میں لکھتے ہیں:

میں ایک خصوصیت بیان کردوں کہ ڈاکٹر صاحب اگرچہ متعدد فارسی نظم کی کتابوں کے مصنف تھے اور ان نظموں کی وجہ سے ان کے کلام کو تمام اسلامی ممالک میں ہمہ گیر شہرت حاصل تھی لیکن وہ فارسی میں گفتگو نہیں کرتے تھے انگریزی بولتے تھے یا اردو۔ علامہ صلاح الدین سلجوقی اس زمانے میں انگریزی سمجھ لیتے تھے لیکن بولتے نہیں تھے اس وجہ سے ان کی بات چیت میں مترجم کی خدمات مجھے سرانجام دینا پڑتی تھیں۔[13]

صلاح الدین سلجوقی کے نام اقبال کے متعدد مکتوبات ملتے ہیں اور بعض مکاتیب میں علامہ سلجوقی کا ذکر موجود ہے۔

اقبال کا پہلا مکتوب جس میں صلاح الدین سلجوقی (کونسلر افغانستان مقیم بمبئ) کی دعوت کا ذکر ملتا ہے یہ خط اقبال نے ۲۱ ستمبر ۱۹۳۱ء کو ملوجا جہاز میں ساحلِ فرانس پر پہنچنے سے پہلے بحرِ روم سے گزرتے ہوئے منشی طاہر الدین کے نام لکھا۔

بمبئ پہنچتے ہی سردار صلاح الدین سلجوقی کونسلر افغانستان مقیم بمبئ نے دعوت دی۔ ان کے ہاں پر لطف صحبت رہی۔ اسی شام عطیہ بیگم صاحبہ کے ہاں سماع کی صحبت رہی۔[14]

ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی لکھتے ہیں:

۱۹۳۲ء میں جب علامہ اقبال نے تیسری گول میز کانفرنس میں ہندوستان کے سیاسی مستقبل پر غور وخوض کے

سلسلے میں انگلستان کا سفر کیا تو سید امجد علی شاہ اس سفر میں آپ کے ہمرکاب تھے۔ لاہور سے سفر شروع کیا۔ جب بمبئی پہنچے تو افغان کونسل خانے کے سربراہ مسٹر سلجوقی نے آپ کا استقبال کیا۔۔۔۔[۱۵]

حضرت علامہ نے سفرِ افغانستان کے دوران ''التجائے مسافر'' اور پس چہ باید کرد اے اقوام شرق لکھی۔ مثنوی مسافر بھی اس سلسلے کی ایک کڑی تھی۔ سفرِ افغانستان ہی منظومات کا سبب بنا اور اگر میں یہ کہوں تو بے جا نہ ہوگا کہ سفرِ افغانستان کا سبب اگر ایک طرف خود علامہ کے جنرل نادر خان کے ساتھ مراسم تھے تو دوسری طرف علامہ سلجوقی کی کاوشوں کا نتیجہ بھی تھا کیونکہ ''دورانِ سفرِ کابل علامہ سلجوقی بھی حضرت علامہ کے ہمراہ تھا''۔[۱۶]

سفرِ افغانستان کے سلسلے میں اقبال کے مکتوبات میں افغان کونسل خانہ بمبئی کا تذکرہ تواتر کے ساتھ پایا جاتا ہے۔

مکتوب بنام سید سلیمان ندوی محررہ ۱۴/ اکتوبر ۱۹۳۳ء، لکھتے ہیں:

اگر آپ کو پاسپورٹ ۱۷ کو مل جائے تو کونسلر جنرل بذریعہ تار مطلع کر دیں اور لاہور ۱۹ کو شام کو پہنچ جائیں۔[۱۷]

اسی طرح اگلے روز یعنی ۱۵/ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو حضرت علامہ نے پھر سید سلیمان ندوی کو لکھا کہ:

دعوت نامہ جو کونسلر صاحب کی طرف سے مجھے موصول ہوا ہے ارسال خدمت ہے۔ آپ پاسپورٹ کے لیے درخواست دیں۔[۱۸]

ان دنوں ہندوستان میں افغان کونسلر جنرل سردار سلجوقی تھے۔ دیگر سٹاف کی تفصیل ذیل ہے:

جنرل کونسل	ع۔ص۔صلاح الدین خان
سرکاتب	س۔صالح محمد خان
کاتب	عبدالخالق خان
کاتب	صالح محمد خان۔[۱۹]

علامہ اقبال سید نذیر نیازی کے نام بھوپال سے ۲۷/ فروری ۱۹۳۵ء کو لکھے گئے خط میں دہلی میں قیام کے دوران سردار صلاح الدین سلجوقی کے ساتھ ٹھہرنے کے لیے نیازی صاحب کو اطلاع کی تاکید کرتے ہیں:

میں ۷ یا ۸ مارچ کی شام یہاں سے چلوں گا اور ۸ یا ۹ کو ساڑھے نو بجے دہلی پہنچوں گا وہاں ایک دو روز قیام کروں گا۔ آپ سردار صلاح الدین سلجوقی کو بھی مطلع کر دیں۔[۲۰]

سردار صلاح الدین سلجوقی سے علامہ کے تعلقات اس حد تک بڑھے کہ دہلی میں قیام کے دوران حضرت علامہ صلاح الدین سلجوقی کے ساتھ افغان کونسل خانے میں قیام فرماتے تھے۔ سید نذیر نیازی کے نام ۳۰ جنوری ۱۹۳۵ء کے مکتوب میں حضرت علامہ تحریر فرماتے ہیں:

بھوپال کے متعلق مفصل اطلاع دوں گا مگر ایک دو روز میں۔ لیکچر کی صدارت ممکن ہوئی تو اس سے بھی انکار نہیں۔ دہلی ٹھہر سکا تو افغان کونسل خانے میں ہی ٹھہروں گا۔ مشرق کی روحانیت اور مغرب کی مادیت کے متعلق جو خیالات انھوں نے (خالدہ ادیب خانم نے) ظاہر کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی نظریت محدود ہے۔ انھوں نے انھی خیالات کا اعادہ کیا ہے جن کو یورپ کے سطحی نظر رکھنے والے مفکرین دہراتے ہیں۔[۲۱]

بھوپال سے ۴/مارچ ۱۹۳۵ء کو سید نذیر نیازی کے نام ایک دوسرے مکتوب میں لکھتے ہیں:

میں ۷ کی شام کو یہاں سے چلوں گا ۸ کی صبح کو دہلی پہنچ جاؤں گا۔ ۸ کا دن دہلی ٹھہروں گا اور ۹ کی شام کو لاہور روانہ ہو جاؤں گا۔ آپ سردار صلاح الدین سلجوقی صاحب کو مطلع کر دیں۔ حکیم صاحب سے بھی ۹ کی صبح کا وقت مقرر کر دیں۔ ان سے ملے بغیر لاہور جانا ٹھیک نہیں۔ ہاں راغب احسن صاحب کو بھی مطلع کر دیں۔[۲۲]

متذکرہ بالا مکتوب سے اقبال کے صلاح الدین سلجوقی سے گہرے مراسم کا عندیہ ملتا ہے۔ بھوپال سے لاہور جاتے ہوئے راستے میں صلاح الدین سلجوقی کو سید نذیر نیازی کے ذریعے اطلاع دینا باہمی تعلقات کے پختہ تر ہونے کی دلیل ہے۔

حضرت علامہ کی رفیقہ حیات کی رحلت پر تعزیت کے سلسلے میں صلاح الدین سلجوقی نہ صرف خود اقبال کی خدمت میں حاضر ہوئے بلکہ شاہ افغانستان ظاہر شاہ کا پیغام بھی پہنچایا۔ ملاحظہ ہو اقبال کا مکتوب بنام سید راس مسعود محررہ ۱۵/جون ۱۹۳۵ء از لاہور:

مجھے اس خط کا انتظار ہے جس کا ذکر میں نے اپنے گذشتہ خط میں کیا تھا۔ کل اعلیٰ حضرت ظاہر شاہ کا تار اور تعزیتی خط آیا تھا۔ اور آج سردار صلاح الدین سلجوقی اعلیٰ حضرت کا زبانی پیغام لائے تھے۔ بہت حوصلہ افزا اور دل خوش کن پیغام تھا۔ لارڈ لودین کا خط بھی لندن سے آیا تھا وہ پوچھتے ہیں کہ ''رہوڈز لیکچر'' کے لیے کب آؤ گے؟ اب بچوں کو چھوڑ کر کہاں جا سکتا ہوں۔[۲۳]

افغان کونسل خانہ میں قیام افغانوں سے عقیدت اور اقبال سے صلاح الدین سلجوقی کی انتہائی محبت کے باعث ہی ممکن تھا۔ سلجوقی کا اصرار اقبال سے ان کی بے تکلفی کی غمازی کرتا ہے۔ ملاحظہ ہو مکتوب اقبال بنام سید نذیر نیازی محررہ فروری ۱۹۳۶ء از لاہور:

۲۸/فروری یا یکم مارچ کو بھوپال کا قصد رکھتا ہوں۔ جاتی دفعہ دہلی نہ ٹھہروں گا۔ ان شاء اللہ واپسی پر کونسل خانے میں ایک آدھ روز قیام رہے گا کہ سردار صلاح الدین سلجوقی اصرار کرتے ہیں۔[۲۴]

سر راس مسعود اور اقبال دیگر مراسم کے علاوہ سفرِ افغانستان کے دوران ہم رکاب بھی رہے تھے۔ موصوف کی وفات کے بعد سردار صلاح الدین سلجوقی کونسل جنرل افغانستان کی حیثیت سے شملہ میں تعینات تھے۔ لیڈی مسعود کے نام تعزیتی تار سلجوقی نے اقبال ہی کے ذریعے بھجوایا تھا۔ اقبال ۳۱/جولائی ۱۹۳۷ء کو

لاہور سے ممنون حسن خان کے نام لکھتے ہیں:

صبح میں آپ کو لکھ چکا ہوں آج صبح سے دو پہر تک مرحوم کے جاننے والے اور ان کے غائبانہ معترف تعزیت کے لیے آتے رہے۔ راس مسعود کا رنج عالمگیر ہے۔ یہ تار جو اس خط کے ساتھ بھیج رہا ہوں سردار صلاح الدین سلجوقی کونسل جنرل افغانستان مقیم شملہ کا ہے۔ آپ یہ تار لیڈی مسعود اور مرحوم کی والدہ کو دکھا دیں۔[۲۵]

اسی طرح یکم اگست ۱۹۳۷ء کو لیڈی مسعود کے نام مکتوب میں پھر اس تعزیتی تار کا تذکرہ کرتے ہیں:

اس کے بعد ہز ایکسیلنسی سردار صلاح الدین سلجوقی کونسل جنرل افغانستان مقیم شملہ کا تعزیتی تار بھی میرے نام آیا جس میں انھوں نے خواہش کی تھی کہ ان کا پیغام ہمدردی مرحوم کے اعزہ تک پہنچا دیا جائے۔ یہ تار بھی میں نے بھوپال ہی بھیج دیا تھا۔ امید ہے کہ آپ تک پہنچ جائے گا۔[۲۶]

یہاں یہ اضافہ بھی کر دوں کہ سر راس مسعود کی وفات پر مجلّہ کابل نے ان کی تصویر کے ساتھ ان کی ایک تعزیتی رپورٹ بھی شائع کرائی ہے جس میں حضرت علامہ کے ساتھ ان کے سفرِ افغانستان کا خصوصی ذکر کیا گیا ہے۔[۲۷]

سید عبدالواحد علامہ سلجوقی اور علامہ اقبال کے تعلقات کا ذکر کرتے ہوئے ایک انکشاف کرتے ہیں کہ سردار صلاح الدین سلجوقی نے علامہ اقبال کی شاعری اور پیغام پر کئی مقالات لکھے تھے اور اسے کتابی شکل دی تھی۔[۲۸] مجھے اقبال کے فکر و فن یا شخصیت پر اُن کی کوئی تحریر نہیں ملی۔

حوالے و حواشی

۱- حسین وفا سلجوقی، علامہ صلاح الدین سلجوقی، سلسلہ نشرات اتحادیہ ژورنالستان، مطبع دولتی، کابل، ۱۳۶۶ھ، ص ۸۔

۲- زرین انزور، د افغانستان د ژورنالیزم مخکشان، مطبع دولتی، کابل، ۱۳۶۵ھ، ۱۹۸۷ء، ص ۲۱۹۔

۳- خلیل اللہ خلیلی، آثار ہرات، مطبع فخریہ سلجوقی چار باغ، ہرات قوس، ۱۳۱۰ھ، جلد ۳، ص ۱۴۴۔

۴- مجلّہ کابل، فروری ۱۹۴۰ء، ص ۲۷۔

۵- نعمت حسینی، سیما ھاو آورھا، مطبع دولتی، کابل، ۱۳۶۷ھ، جلد ۱، ص ۳۸۴۔

۶- د افغانستان د ژورنالیزم مخکشان، ص ۲۲۰۔

۷- ایضاً، ص ۲۲۱۔

۸- آریانا دائرة المعارف پښتو شپږم ټوک، مطبع دولتی، کابل، افغانستان، ۱۳۵۵ھ، ص ۴۶۸-۴۶۹۔

۹- د افغانستان د ژور ناليذم مخکښان، ص ۲۲۲-۲۲۶۔

۱۰- آثار ہرات، جلد ۳ ص ۱۴۹۔

۱۱- ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، اقبال کی صحبت میں، مجلس ترقی ادب، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۲۔

۱۲- ڈاکٹر محمد عبداللہ چغتائی، روایاتِ اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۸۹ء، ص ۱۷۱۔

۱۳- ایضاً، ص ۱۷۱۔

۱۴- رفیع الدین ہاشمی (مرتب)، خطوط اقبال، اقبال صدی پبلی کیشنز، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء، ص ۲۰۴۔

۱۵- اقبال کی صحبت میں، ص ۲۶۷۔

۱۶- ایضاً، ص ۳۷۷۔

۱۷- ایضاً، ص ۱۷۵۔

۱۸- ایضاً، ص ۱۷۰۔

۱۹- سالنامہ کابل، مطبع دولتی، کابل، ۱۳۱۳ھ، ص ۴۴۔

۲۰- محمد عبداللہ قریشی، روح مکاتیب اقبال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۵۵۰۔

۲۱- ایضاً، ص ۵۴۶۔

۲۲- ایضاً، ص ۵۵۱۔

۲۳- شیخ عطاء اللہ (مرتب)، اقبال نامہ، جلد ۱، شیخ محمد اشرف، لاہور، ۱۹۴۴ء، ص ۳۶۴-۳۶۵۔

۲۴- روح مکاتیب اقبال، ص ۵۹۶۔

۲۵- اقبال نامہ، ص ۳۲۷-۳۲۸۔

۲۶- صہبا لکھنوی، اقبال اور بھوپال، اقبال اکادمی پاکستان، لاہور، ۲۰۰۰ء، ص ۶۴۳۔

۲۷- مجلّہ کابل، اگست ستمبر ۱۹۳۷ء، ص ۸۹-۹۰۔

۲۸- ڈاکٹر سلیم اختر (مرتب)، اقبال ممدوح عالم، بزم اقبال، لاہور، ۱۹۷۷ء، ص ۳۱۔